69

لندن میں "بیت الذکر"

اللہ کے فقیروں کا بادشاہوں پر فتح پانے کا عزم

(فرمودہ ۹ رجنوری ۱۹۲۰ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ کے فضل اور کرم سے اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ہمارا ارادہ ہے اور جیساکہ دوستوں کو معلوم ہے کہ خاص لنڈن میں یا لنڈن کے پاس ایک مسجد تیار کریں۔اس کے متعلق آج سے تین دن پہلے مغرب کے بعد میں نے قادیان میں تحریک کی۔پھر پرسوں دن میں تمام دوستوں کو باقاعدہ جمع کر کے تحریک کی۔چونکہ جمعہ کے روز اطراف وانواح سے احمدی دوست جمعہ میں شمولیت کے لیے آتے ہیں۔اس لیے میں ان کی اطلاع کے لیے اور نیز ان کی بھی اطلاع کے لیے جنہوں نے پہلے نہ سنا ہو یا سنا ہو تو پوری واقفیت نہ ہوئی ہو یا پوری واقفیت تو ہوئی ہو۔مگر توجہ نہ کی ہو یا توجہ تو کی ہو،مگر مناسب توجہ نہ کی ہو جس قدر کہ اس کام کے لیے ضروری ہے۔ان سب کے لیے آج میں خطبہ جمعہ میں بھی اسی امر کے متعلق توجہ دلاتا ہوں۔

یہ باتیں میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ولایت میں احمدیہ مسجد کا بننا ضروری ہے اور کیوں ضروری ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ وہاں ہم ہزاروں روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔اس وقت تک کہ وہاں مشن قائم ہوئے چھ سال ہو چکے ہیں۔اندازاً پچاس ہزار روپیہ ہمارا خرچ ہو چکا ہے اور ہر سال سات آٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔اتنے بڑے خرچ کے بعد جب مفاد کا وقت ہو۔تو خاص کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر اس وقت اس کام سے ہاتھ اٹھا لیا جائے یا اس خرچ ہو چکنے کے بعد جس ضرورت کو پورا کرنے کی وہاں حاجت ہو۔اس کو پورا نہ کیا جائے۔تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی کہ کوئی شخص ایک مکان بنانے کی تجویز کرے۔پہلے بنیادیں کھودے اور ان کو عمدہ طور پر بھر دے۔اور فرش بھی

لگا دے اور اونچی دیواریں بھی کھڑی کر دے۔ مگر ان دیواروں پر چھت نہ ڈالے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ دیواریں گر جائینگی۔ پس جہاں خرچ ہو چکتا ہے اس سے نتائج حاصل کرنے کے وقت خاص قسم کی کوشش اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت میں جو بھی خرچ ہو وہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتے تو پہلا خرچ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ ایک زمیندار ایک کھیت تیار کرتا ہے۔ اس میں ہل چلاتا اور سہاگہ پھیرتا ہے۔ پھر اس میں بیج ڈالتا ہے۔ اور مہینوں اس پر محنت کرتا اور پانی دیتا ہے، لیکن ایک وقت آتا ہے کہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر بارش بند ہو جاتی ہے ایسی حالت میں زمیندار خرچ کی مطلق پروا نہیں کریگا۔ بلکہ دوگنا تگنا خرچ کر کے بھی پانی اپنے کھیت کو دلوائے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر اس وقت پانی کھیت کو نہ دیا گیا۔ تو وہ تمام محنت اور تمام رقم ضائع ہو جائیگی۔ جو اس وقت تک کھیت کی تیاری میں صرف کی گئی ہے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے۔ تو اس کے لیے قرآن کریم میں ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ مثلاً ایک بڑھیا گرمی کے موسم میں سوت کاتتی ہے۔ اس لیے کہ سردی میں اس سے کپڑے بنائے گی۔ مگر جب کات کر تیار کر لیتی ہے اور وقت سردی کا آتا ہے۔ تو بجائے اس سوت کو عمدہ مصرف میں لانے کے قینچی لے کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ پس اسی طرح ہم نے ولایت میں تبلیغ کے لیے روپیہ خرچ کیا ہے۔ اب اس کا نیک نتیجہ کے نکلنے کیلئے ان اسباب کا مہیا کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ جس سے وہ کام مستحکم اور اس کام کے عمدہ نتائج برآمد ہوں اور اس کے لیے اس ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے کہ لندن میں ایک مسجد تیار کی جائے۔

علاوہ اس بات کے اور بھی ضروریات ہیں۔ اول یہ کہ وہ کفر کا مرکز ہے۔ اس کے مقابلہ میں جب تک ہماری وہاں مسجد نہ ہو۔ کام کامیابی کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور یہ درست بات ہے، کہ جہاں مساجد تعمیر کی جاتی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی خاص برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ نیز جیسا کہ میں نے بتایا وہاں اب تک جماعت کا جس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اب ایسے سامانوں کا مہیا نہ کرنا اپنے اس تمام روپیہ کو ضائع کرنا ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہم نے ایک لغو اور بے معنی کام کیا۔ جو مومن کی شان سے بعید ہے۔ اور مومن کا مال نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت بہت ضروری ہوتی ہے۔ پس وہاں مسجد کا ہونا آئندہ نیک نتائج کے نکلنے کے لیے ضروری ہے۔ تاکہ مستقل طور پر وہاں جماعت کی بنیاد قائم ہو جائے۔

میں نے اس تحریک کو اولاً یہاں کے دوستوں کے آگے پیش کیا۔ چنانچہ اب تک گیارہ ہزار روپیہ چندہ ہو چکا ہے۔ گویا ساری دنیا کے احمدیوں کے لیے جسقدر چندہ رکھا گیا ہے۔ اس کا تیسرا حصہ قادیان

نے دیدیا ہے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے، کہ مرکز کی جماعت اخلاص میں پیچھے نہیں۔ آگے ہے۔ اور یہ ایک اُصول ہے کہ جو جماعتیں قائم رہنے والی ہوتی ہیں۔ ان کے مرکزوں میں اخلاص ہوتا ہے۔ اور اخلاص مرکز سے ہی نکلا کرتا ہے۔ اور جب جماعتیں بگڑا کرتی ہیں۔ تو مرکزوں میں ہی خرابی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ پس مرکز ہی اخلاص اور برکات کا موجب ہوتے ہیں۔ اور مرکز ہی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے، کہ اُس نے ہمارے مرکز میں اخلاص کا رنگ پیدا کیا ہے۔ تو یہی رَو جو یہاں ہے۔ اگر ساری جماعت میں پیدا ہو جاتے۔ تو تیس ہزار کیا تیس لاکھ کا جمع ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں، لیکن خدا جن کے لیے چاہتا ہے۔ اپنی خاص تقدیر کو جاری کرتا ہے اس لیے مَیں نہیں جانتا۔ کہ یہ خدا کی عام تقدیر ہے جو تمام جماعت کے لیے ہے یا خاص جو محض قادیان کے لیے ہے۔

اب دوبارہ اس امر کی طرف توجہ دلانے کی وجہ یہ ہے، کہ جو اس تحریک کو نہیں سُن سکے۔ سن لیں اور اپنے اپنے دیہات میں اخلاص سے یہی تحریک کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے اس کو عملی جامہ پہنانے میں جلدی کریں۔ درحقیقت جس انداز سے یہ کام شروع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ تحریک کامیاب ہوگی، لیکن میں ان تمام دوستوں کو جنھوں نے قادیان سے حصہ لیا، اور جو باہر سے اس میں حصہ لیں گے۔ اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہر ایک کام اپنے ظاہری اسباب سے ہی کامیاب نہیں ہوا کرتا، بلکہ اس کے لیے کچھ باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں، جہاں قادیان والوں نے اخلاص سے چندہ جمع کیا ہے۔ ان کو چاہیئے، کہ صالح نیت بھی حاصل کریں یہ مت سمجھیں کہ انہوں نے روپیہ دیدیا اور بس کیونکہ محض روپیہ جمع کرنا کوئی بات نہیں۔ دنیا دار بھی جمع کر لیا کرتے ہیں۔ اور بکثرت جمع کر لیتے ہیں۔ لوگ شادیوں میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتے حتیٰ کہ مکان اور جائیدادیں تک بیچ ڈالتے ہیں۔ اور روپیہ دینے اور جمع کرنے کی مثالیں بدترین لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اور ایسے لوگوں میں بھی جو خدا سے بالکل دُور ہوتے ہیں پس محض روپیہ جمع کر لینا اور جی کھول کر چندہ دینا خوشی کی بات نہیں۔ اصل قابل غور یہ سوال ہے کہ روپیہ دیا کس نیت سے ہے بعض دفعہ کام نیک ہوتا ہے۔ اور جوش وخروش سے کیا جاتا ہے۔ مگر نیت نیک اس کے شامل نہیں ہوتی۔

ایک جنگ کے موقع پر مسلمانوں کی حالت نازک ہو گئی اور کفار کا پہلو طاقتور تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی طرف سے ایک شخص میدان میں نکلا۔ وہ ہر نازک موقع پر گیا۔ اور اس کو ہر جگہ کامیابی حاصل ہوتی۔ مسلمانوں کی نظریں اسی کی طرف لگ رہی تھیں۔ وہ جدھر جاتا کفار پسپا ہو جاتے۔ مسلمانوں کی طرف سے تحسین وآفرین

کے کلمے اسکے حق میں نکل رہے تھے۔ ادھر تو اس کی یہ حالت تھی کہ اس طرح کفار سے جان لڑا رہا تھا اور کام وہ کر رہا تھا جو جہاد ہے۔ جسکی فضیلت میں قرآن کی بہت سی آیتیں ہیں۔ مگر ایسی حالت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا کہ اگر کسی نے جہنمی کو دیکھنا ہو تو اس شخص کو دیکھ لو۔ اس کی اس خدمت کو دیکھ کر اور ان واقعات کو سامنے رکھ کر جو اس سے ظہور میں آرہے تھے۔ بعض لوگوں کو تردد ہوا۔ کہ وہ شخص جو اس خدمت کی وجہ سے انعامات کا مستحق ہے۔ اس کو دوزخی قرار دیا جا رہا ہے۔ ایک صحابی نے جو بعض کمزور لوگوں کی حالت کو دیکھا کہ وہ کہیں مرتد نہ ہو جائیں۔ تو انہوں نے عہد کیا کہ خدا کی قسم میں اس شخص کے ساتھ رہوں گا، جب تک یہ مر نہ جائے۔ وہ اس کے پیچھے لگ گئے۔ ایک موقع پر اس شخص کو ایک زخم لگ گیا۔ جب درد بڑھی۔ تو اس نے نیزہ اپنے سامنے رکھا اور اس پر سینہ رکھ کر زور کیا تو نیزہ اس کے سینہ کو چھید کر باہر نکل گیا۔ اور اس طرح وہ خودکشی کر کے مر گیا۔ وہ صحابی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس دوڑتے ہوتے آئے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ آپ اس کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا وہ شخص جو اس طرح اسلام کی خدمت کر رہا تھا حضور نے جب اس کے متعلق فرمایا تھا، کہ یہ دوزخی ہے تو بعض طبیعتوں میں اس سے خلجان پیدا ہوا۔ میں اس کا انجام دیکھنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ اس کو ایک زخم لگا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور اس کو کہا کہ تم نے آج بڑی اسلام کی خدمت کی۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نے اسلام کے لیے اتنا جوش دکھایا ہے۔ نہیں۔ بلکہ میری ان لوگوں سے خاندانی عداوت تھی۔ اس لیے میں ان لوگوں سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔ جب درد کی شدت ہوئی۔ تو اس نے خودکشی کرلی۔ جب حضور نے اس صحابی سے یہ سنا، تو آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کا رسول ہوں[1]

دیکھو وہ اسلام کی ایک خدمت بجالا رہا تھا اور خدمت بھی کیسی کہ جو بہت ہی بڑی خدمت ہے۔ مگر دل میں یہ نیت نہ تھی۔ کہ میں اسلام کے لیے یہ خدمت کرتا ہوں۔ اور اس لیے کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو۔ تو چونکہ اس کی نیت بد تھی۔ اس کو جہنم میں ڈالا گیا۔ اور اس کا تمام وہ کام ضائع ہو گیا جو نبی کی معیت میں اسلام کی خدمت کر رہا تھا۔ وہ معیت ضائع ہوئی۔ صحابہ کا ساتھی ہونا ضائع ہوا۔ اور وہ خدمت جو ایسی عمدہ تھی۔ ضائع ہو گئی اور ایک نیت ہی غالب آئی۔

---

[1] بخاری کتاب القدر باب العمل بالخواتیم

تو یاد رکھو کوئی اعلیٰ کام اعلیٰ نہیں جب تک اسکے ساتھ نیت بھی اعلیٰ نہ ہو۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ نیت نیک کریں۔ اگر آپ اس نیت نیک کیساتھ ایک دوسرے سے بڑھیں گے۔ اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرینگے تو عین خدا کے منشاء کے ماتحت ہوگا اور یہی مطلب ہے آیت فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (المطففين: ۲۷) کا اور اسی طرح دوسری آیت میں فرمایا: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرة: ۱۴۹) یعنی نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ لیکن اگر کوئی شخص لوگوں میں بڑا بننے کے لیے زیادہ چندہ دیتا ہے۔ تو یہ ہلاکت اور تباہی ہے۔ اگر کوئی شخص نماز کے چار نوافل کی بجائے آٹھ پڑھتا ہے۔ اور اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ لوگ اس کو بڑا نمازی خیال کریں۔ تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور سخت گناہ کا ارتکاب کیا۔ اور خدا کے عذاب کو اپنے سر پر لیا لیکن اگر کوئی شخص چار نوافل کی بجائے آٹھ نوافل خدا کی رضا کے لیے پڑھتا ہے تو یہ ایک بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

پس لندن میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کا کام اعلیٰ اور بہت ہی اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔ اور انشاء اللہ اس کے نتائج بھی اعلیٰ درجہ کے ہونگے۔ مگر ہر ایک فرد جو مسجد کے لیے کچھ دے۔ اس کو اپنی نیت کو نیک رکھنا چاہیئے۔ وہ اپنے اندر اخلاص پیدا کرے۔ اور اس کی غرض محض خدا کی رضا ہو۔ محض تبلیغ اسلام ہو۔ محض اعلاء کلمۃ اللہ نیت ہو کہ خدا کا نام بلند مناروں سے لیا جائے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر نیت نیک نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ پس جہاں میں اس کام میں حصہ لینے کی زور سے تحریک کرتا ہوں۔ اسی طرح میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ نیت نیک کریں۔ اتنے بڑے کام کے لیے نیت کی نیکی کا سوال اہم سوال ہے۔ اگر بڑے کاموں کو نیت نیک لے کر نہ کیا جائے تو ان کا اجر نیک نہیں مل سکتا۔ پس اس کام میں خدا کی رضا کے سوا اور کوئی غرض مدِّنظر نہیں ہونی چاہیئے۔

اس میں شبہ نہیں کہ مجھے یقین ہے کہ یہ کام خدا کی رضا کے ماتحت ہو رہا ہے۔ مجھے آج تک تین اہم معاملات میں خدا تعالیٰ کی رویت ہوئی ہے۔ پہلے پہل اس وقت کہ ابھی میرا بچپن کا زمانہ تھا۔ اس وقت میری توجہ کو دین کے سیکھنے اور دین کی خدمت کی طرف پھیرا گیا۔ اس وقت مجھے خدا نظر آیا۔ اور مجھے تمام نظارہ حشر ونشر کا دکھایا گیا۔ یہ میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب تھا۔ دوسرا وہ وقت تھا کہ جماعت کے لوگ ایسے نقطہ کی طرف جا رہے تھے کہ قریب تھا کہ وہ کفر میں چلے جائیں۔ اور اس بات کی طرف لے جانے والے وہ لوگ تھے۔ جو سلسلہ کے دنیاوی کاموں پر قابو پائے ہوئے تھے۔ مثلاً صدر انجمن وغیرہ انہی کے ماتحت تھیں۔ اور یہ لوگوں میں بڑے بڑے نظر آتے تھے

اس وقت کوشش کی جا رہی تھی کہ حضرت صاحب کے دعویٰ کو گھٹایا جائے۔ اگرچہ ہم نے حضرت صاحب سے آپ کے دعویٰ کے متعلق خوب سُنا ہوا تھا۔ مگر اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے۔ ہم غلطی پر ہوں۔ اس وقت مَیں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ اور مجھے حضرت صاحب کی نبوت پر یقین دلایا گیا۔ تیسری دفعہ آج مجھے خدا تعالیٰ کی رویت ہوئی ہے۔ جس سے مجھے یقین ہے کہ یہ کام مقبول ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ یہی ہے کہ مَیں مسجد لندن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر رہا تھا۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور دو زانو بیٹھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا جماعت کو چاہیئے کہ "جد" سے کام لیں "ہزل" سے کام نہ لیں، "جد" کا لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسرا لفظ "ہزل" اسی حالت میں معاً میرے دل میں آیا تھا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جماعت کو چاہیئے کہ اس کام میں سنجیدگی اور نیک نیتی سے کام لے ہنسی اور محض واہ واہ کے لیے کوشش نہ کرے ہمیں چاہیئے کہ ہر ایک شخص نیک نیتی سے کام لے اور نمود و نمائش کے خیال کو بالکل دل سے نکال دے۔ یہی تیس ہزار جو ہم لندن میں مسجد پر لگانا چاہتے ہیں اگر نیت نیک نہ ہو۔ تو کوئی مثمر ثمرات نیک فعل نہیں کرینگے۔ اور اس سے بہتر ہو کہ وہ روپیہ جو ہم وہاں مسجد کی تعمیر میں لگائیں اس سے چین و جاپان وغیرہ ممالک میں تبلیغ پر لگا دیں پس جب تک نیت نیک نہ ہو اتنے بڑے کام پر جرأت نہیں کی جا سکتی۔ اگر نیت میں فتور نہ ہو تو یہی مسجد قطب بن سکتی ہے۔ اور لاکھوں فوائد ہیں۔ اور اگر نیت نیک نہ ہو۔ تو یہ ایک طوق ثابت ہو گی۔

پس تمام احباب کو چاہیئے کہ اپنی اپنی نیتوں کو صاف کریں اور دُعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ اس کام کو ضائع نہ کرے، بلکہ اس کے نیک ثمرات پیدا ہوں اور دُعا کریں کہ خُدایا یہ مسجد تیری عبادت کے لیے مقبول مقام ہو۔ اور دُنیا کا مرجع ہو اور لوگوں میں اشاعتِ اسلام اس کے ذریعہ ہو۔ اور یہ ہماری کوشش ضائع نہ ہو۔ اور محض اینٹ گارا ہی ثابت نہ ہو۔ اے خدا ہماری نیتوں کو درست کر۔ اور ہمیں ہمت دے کہ ہم تیرے ہی لیے اس کام کو انجام دیں۔ اور اسلام کے لیے اس کے اعلیٰ درجہ کے ثمرات ہوں اور ہم دیکھ لیں کہ اسلام دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ آمین ثم آمین ۃ

(الفضل ۲۲ر جنوری ۱۹۲۰ء)